# حضرت مولانا قاری محمد طیب - شاعر کی حیثیت سے

از ڈاکٹر محمد عتیق الرحمن خدابخش لائبریری پٹنہ۔

(پہلی قسط)

حضرت مولانا قاری محمد طیب نور اللہ مرقدہ (متوفی ۱۹۸۳ء) ایک متبحر عالم بے مثل خطیب متقی و پرہیز گار شخصیت اور مہتمم دار العلوم کی حیثیت سے پورے ہندو پاک میں مقبول و مشہور تھے یہی نہیں بلکہ عالم اسلام کے مختلف حلقوں میں نہایت قدر و منزلت اور عزت و احترام کی نگاہ سے دیکھے جاتے تھے۔ لیکن یہ بات بہت کم لوگوں کو معلوم ہوگی کہ وہ مذہبیات کے علاوہ شعر و ادب سے بھی خصوصی دلچسپی رکھتے تھے۔ اور ایک بلند پایہ شاعر تھے۔

بات دراصل یہ تھی کہ وہ محض شاعر نہیں تھے کہ مشاعروں میں شرکت کرتے اخبار و رسائل میں اپنا کلام چھپواتے اور اہل ذوق حضرات سے داد تحسین حاصل کرتے۔ بلکہ ان کی زندگی کا اصل مقصد تو علم دین کی اشاعت و تبلیغ اور دار العلوم دیوبند کی آبیاری اور چمن بندی تھی لیکن کبھی کبھار کسی ضرورت یا محض تفنن طبع کے طور پر کوئی نظم یا قصیدہ کہہ ڈالتے۔ جس سے ان کی شعری صلاحیت کا جوہر کھلتا اور پھر اہل ذوق انہیں سن کر جھوم اٹھتے۔

خوشی کی بات ہے کہ ان کے صاحبزادے مولانا اسلم قاسمی نے قاری محمد طیب کا شعری مجموعہ "عرفان عارف" کے نام سے شائع کر دیا ہے۔ جو ۲۸۰ صفحات پر مشتمل ہے اور جس کے اشعار کی مجموعی تعداد تقریباً ۲۰۴۷ ہے۔ اس میں فارسی کے ۴۳۲ اور عربی ۱۰۷ اشعار پائے جاتے ہیں بقیہ ۱۳۶۰۷ اشعار اردو زبان میں ہیں۔

**تخلص** | مولانا قاری محمد طیب صاحب نے شعر و شاعری کا فطری ذوق پایا تھا اسی بنا پر وہ زمانہ طالب علمی میں گرچہ درسی کتابوں کے مطالعہ میں رہے تاہم وقتاً فوقتاً شعر گوئی بھی کر لیا کرتے تھے اس لئے انہوں نے نظموں میں اپنا تخلص "عارف" استعمال کیا ہے، لیکن عام طور پر اپنے نام طیب ہی کو تخلص کی حیثیت سے اختیار کیا ہے کہیں کہیں بغیر تخلص کے بھی نظم ملتی ہے۔

**ادبی ماحول** مولانا قاری محمد طیب کی پرورش و پرداخت خالص علمی و دینی ماحول میں ہوئی تھی، ان کے دادا حضرت مولانا قاسم نانوتوی (متوفی ۱۲۹۷ھ) دارالعلوم دیوبند کے بانی اور ہندوستان کے مشہور عالم دین فقیہ اور مرد مجاہد تھے ان کے والد محترم حافظ محمد احمد بھی مشہور عالم دین اور دارالعلوم دیوبند کے مہتم تھے اس طرح پورا گھرانا خالص علمی و دینی تھا۔ جہاں مذہبیات کے علاوہ عربی، فارسی اور اردو شعر وادب کا چرچا رہتا تھا۔ ایسے خوشگوار علمی وادبی ماحول نے مولانا قاری محمد طیب کے فطری ذوق شاعری پر گہرا اثر ڈالا اور اسکا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ بچپن ہی سے خوبصورت اور اچھے اشعار کہنے لگے۔

**اردو شاعری** جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا مولانا قاری محمد طیب نے اردو زبان میں زیادہ اشعار کہے ہیں، مجموعی طور پر ۲۷ نظمیں ملتی ہیں۔ سب سے طویل نظم "آنکھ کی کہانی" ہے جس میں تقریباً ۱۷۱ اشعار پائے جاتے ہیں۔

اردو نظموں کے مطالعے سے واضح ہوتا ہے کہ مولانا محمد طیب میں اچھی اور کامیاب نظم کہنے کی بھرپور صلاحیت موجود تھی۔ ان کی نظموں میں حالات و واقعات کی صحیح عکاسی، زبان کی سلاست و روانی، اردو الفاظ و محاورات کے برمحل استعمال اور جذبات کی ترجمانی کی پوری جھلک ملتی ہے، چونکہ وہ ایک متبحر عالم دین تھے۔ اسلئے مذہبی رنگ تقریباً ہر نظم میں نمایاں ہے، لیکن جا بجا طنز و مزاح کی جھلک ملتی ہے، کہیں کہیں فلسفیانہ خیال اور منطقیانہ استدلال نظر آتا ہے، بعض بعض جگہ پند و نصیحت بھی پائی جاتی ہے۔

مولانا قاری محمد طیب کی شاعری کس پایہ کی ہے، کتنے اچھے شاعر ہیں اور اس میدان میں ان کا کیا مقام ہے؟ اس لئے مناسب ہوگا کہ چند مستند اور معتبر شاعر وادیب کے تاثرات بیان کئے جائیں اور دیکھا جائے کہ انھوں نے انکی شاعری کے بارے میں کیا کہا ہے۔

**اکبر الہ آبادی کا تاثر** لسان العصر حضرت اکبر الہ آبادی نے ایک انگریزی نظم کا منظوم اردو ترجمہ "پانی کی روانی" کے عنوان سے کیا تھا۔ مولانا قاری محمد طیب صاحب نے اس نظم کو پڑھ کر اس کی پیروی میں ایک دوسری نظم "اسلام کی روانی"

کے عنوان سے کہی جو رسالہ القاسم ۱۹۲۳ء میں شائع ہوئی، اکبر الٰہ آبادی اس نظم کو پڑھ کر بہت خوش ہوئے اور انھوں نے مولانا حبیب الرحمٰن دارالعلوم دیوبند کے نام ایک خط میں اپنا تاثر اس طرح پیش کیا۔

مولانا محمد طیب کی نظم روانی اسلام نظر سے گذری۔ ماشاء اللہ صلی علی جزاک اللہ نقاش نقش ثانی بہتر کشد ز اول

خاکسار اکبر

## مولانا عبدالماجد دریا آبادی کا تاثر

مولانا قاری محمد طیب کی ایک آنکھ کا آپریشن ۸ر جنوری ۱۹۶۳ء کو ہوا تھا۔ اور پھر کچھ دنوں کے بعد دوسری آنکھ کا آپریشن ہوا۔ انھوں نے اس موقع پر بستر آپریشن پر لیٹے لیٹے ایک طویل نظم کہی، جو نہایت معرکۃ الآرا نظم ہے، اس نظم میں آنکھ سے متعلق بہت حقائق، فوائد اور کیفیات نہایت بلیغ انداز میں بیان کی گئی ہیں، حکمت و عبرت کی باتیں کہی گئیں ہیں۔ سبق حاصل کرنے کی تلقین کی گئی ہے۔ خالق حقیقی کا شکر ادا کیا گیا ہے۔ ہسپتال کے ڈاکٹر وغیرہ کی تعریف و توصیف کی گئی ہے۔ جب یہ نظم چھپی تو اہل علم نے نہایت پسندیدگی کی نگاہ سے دیکھا اور اس کی تعریف کی، اردو زبان کے مشہور انشاپرداز اور ادیب مولانا عبدالماجد دریا آبادی نے اس نظم کو پڑھ کر ایک خط کے ذریعہ اپنے تاثرات کا اظہار اس طرح کیا۔

حضرت محترم السلام علیکم

"آنکھ کی کہانی" آں محترم کا عطیہ یہاں آتے ہی پڑھ ڈالی۔ سبحان اللہ۔ ماشاء اللہ۔ مجھے علم نہ تھا کہ آپ کو شعر و ادب میں اس درجہ قدرت حاصل ہے۔ ذالک فضل اللہ

کیا کیا عالیے نکالے ہیں، کیسے کیسے مضمون باندھے ہیں کہ پیشہ ور شاعروں کے بھی چھکے چھوٹ جائیں، نہ کہیں جھول، نہ اتنی طویل نظم میں کہیں آورد، بس آمد ہی آمد، خوش دماغ تو بہ حیثیت ایک سچے قاسم زادہ کے آپ تھے ہی اب معلوم ہوا کہ ماشاء اللہ خوش فکر بھی اس درجہ میں ہیں ماشاء اللہ۔ دعاگو و دعاجو

عبدالماجد ۵ ر دسمبر ۱۹۶۳ء

## مسٹر افضل اقبال ڈپٹی ہائی کمشنر کا تاثر

مسٹر افضل اقبال ڈپٹی ہائی کمشنر پاکستان برائے ہند نے بھی "آنکھ کی کہانی" والی نظم پڑھی تو وہ نہایت متاثر ہوئے اور انہوں نے اپنے تاثرات کو اس طرح بیان کیا۔ لکھتے ہیں

"شعر کی سادگی، تخیل کی پرواز اور خلوص کی بہتات تمام ایسی خوبیاں ہیں، جو آپ کی ذات سے نہایت آسانی سے منسوب ہو گئی ہیں، آپ کی روحانی عظمت کا کون قائل نہیں، یہ مثنوی آپ کے ملکۂ شاعری کا لوہا ہم جیسے افردوں سے بھی منواتی ہے۔ بہت ظلم ہوگا اگر آپ اپنے مشاغل میں صنف سخن کی طرف توجہ نہ دے سکیں۔ اس ملک (ہندوستان) میں جہاں اسلام کو آپ کی بابرکات سے تقویت پہنچی ہے، وہاں اردو بھی منت پذیر شانہ ہے،، سلہ

## نمونۂ کلام

مولانا قاری محمد طیب کی شاعری کو مکمل طور پر سمجھنے اور لطف اندوز ہونے کے لئے ان کے مجموعہ کلام "عرفان عارف" کا مطالعہ نہایت ضروری ہے۔ تاہم یہاں ان کے چند اشعار بطور نمونۂ کلام پیش کئے جاتے ہیں، تاکہ آپ کو اندازہ ہو کہ ان کے یہاں کیسی زبان کیسے کیسے مضامین درکیسے کیسے قافیے و ردیف کس خوش اسلوبی کے ساتھ استعمال ہوئے ہیں۔

سب سے پہلے اس نظم کے چند اشعار ملاحظہ کیجئے جس کو پڑھ کر حضرت اکبر الہ آبادی نے داد دی تھی، یعنی اسلام کی روانی۔ دیکھئے یہ نظم اس طرح شروع ہوتی ہے ؎

چلا ارض بطحا سے ایک موج اختر  کہ تھا جس کی موجوں کا اول نہ آخر
وہ توحید کی نے بجاتا ہوا  سرود حجازی میں گاتا ہوا
وہ جنگل میں منگل مناتا ہوا  وہ شہروں میں شادی رچاتا ہوا
پہاڑوں پہ نعرے لگاتا ہوا  سمندر میں طوفاں اٹھاتا ہوا
ضلالت کی زنجیر [illegible] ہوا  زمانے [illegible] مچاتا ہوا
صداقت کے جھنڈے اڑاتا ہوا  وہ [illegible] ہوا
بتوں سے وہ رشتے تڑاتا ہوا  خدا سے ہر ایک کو ملاتا ہوا
اسی کی عبادت سکھاتا ہوا  حضور اس کے [illegible] ہوا
جہالت کی رسمیں مٹاتا ہوا  معارف کے [illegible] ہوا

اذانیں زمیں پر دلاتا ہوا — شیاطیں کو دھکے لگاتا ہوا
معاصی کو آنکھیں دکھاتا ہوا — گناہوں کی گردن دباتا ہوا
وہ غیروں کو اپنا بناتا ہوا — لگن اک نئی سی لگاتا ہوا
وہ آنکھوں سے آنکھیں لڑاتا ہوا — دلوں میں ہر اک کے سماتا ہوا
تمدن کی چیزیں جماتا ہوا — مہذب جہاں کو بناتا ہوا
دلوں کو وہ ہمت دلاتا ہوا — وہ روحوں کی قوت بڑھاتا ہوا
دروس حقائق پڑھاتا ہوا — خرافات یونان بھلاتا ہوا
صدفہائے علمی بہاتا ہوا — گہرہائے عرفاں لٹاتا ہوا

(جاری)

---

# حضرت ابوبکر صدیقؓ کے سرکاری خطوط

مؤلف و مرتب ڈاکٹر خورشید احمد صاحب استاذ ادبیات عربی دہلی یونیورسٹی

خلیفۂ اول حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے وہ تمام خطوط مع اصل و ترجمہ یکجا کئے گئے ہیں جو خلیفۂ اول نے اپنی خلافت کے پرآشوب اور ہنگامہ خیز دور میں حاکموں، گورنروں اور قاضیوں کے نام تحریر فرمائے ہیں۔ ان مکتوبات اور فرامین کے مطالعہ سے حضرت صدیق اکبرؓ کی لاثانی انتظامی خصوصیات اور طریق کار سامنے آجاتا ہے۔

اس ترتیب و تفصیل کے ساتھ ایسا مجموعہ اب تک وجود میں نہیں آیا تھا۔ اردو ترجمہ کے ساتھ خطوں سے متعلق ضروری تفصیل دی گئی ہے۔ شروع میں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے خاص حالات سے متعلق ایک بصیرت افروز تعارف۔ آخر میں عربی کے اصل مکتوبات [illegible] صورت میں دیئے گئے ہیں۔ کتاب کا یہ دوسرا ایڈیشن مصنف کی نظر ثانی کے بعد شائع کیا گیا ہے جس میں مزید خطوط [illegible] بلکہ تفصیلات کا بھی اضافہ کیا گیا ہے جو پہلے نامعلوم تھیں۔

[illegible] تقطیع ۲۲×۲۹ قیمت [illegible]